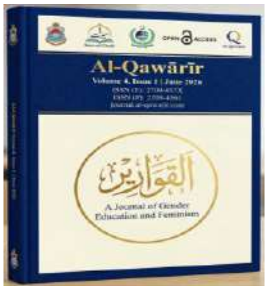

Al-Qawārīr - Vol: 07, Issue: 02,
Jan – Mar 2026

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
Research Journal
ISSN (E): 2709-457X
ISSN (P): 2709-4561
journal.al-qawarir.com

اسلام میں خواتین کی معاشی خودمختاری کا تصور: تحقیقی جائزہ

The Concept of Women's Economic Autonomy in Islam: A Research Review

Dr. Qaria Nasreen Akhtar
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies
,Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.
Email: qarianasreen@bzu.edu.pk

ABSTRACT

Islam is a comprehensive and universal religion that encompasses all aspects of human life. It provides not only spiritual and moral guidance but also guarantees complete social and economic rights. Among these fundamental rights, the concept of women's economic autonomy holds particular significance, as women constitute half of the foundation of any society. Without their economic empowerment, sustainable development cannot be achieved. Islam grants women not only a high spiritual and moral status but also full economic independence and dignity. Women in Islam have the right to own property, make financial decisions independently, and participate in economic activities. The lives of the Mothers of the Believers and female Companions during the Prophetic era serve as practical examples of women actively engaging in trade, labor, and investment. Moreover, Islam establishes legal frameworks such as inheritance, dower (mahr), maintenance, and ownership rights to protect women's financial autonomy. In the modern era, women's economic empowerment has become a central theme in global development discourse; however, in many Muslim societies, these rights are not fully realized in practice. This study critically analyzes the economic rights

Seerat Chair Gender Studies & Women Rights,
Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access work licensed under a **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

granted to women in Islam, their legal status, and explores ways for Muslim societies to implement these teachings effectively, enabling women to contribute with dignity to socio-economic development.

Keywords: *Economic Autonomy, Investment, Legal Framework, Property Rights, Social Rights*

تعارف موضوع

اسلام دینِ فطرت ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں میں توازن، عدل اور حکمت کو بنیادی اصول قرار دیتا ہے۔ اسلام نے جہاں مرد کو خاندان اور معاشرے میں ذمہ داری اور قیادت کا مقام عطا کیا ہے، وہیں عورت کو بھی ایک مستقل اور باوقار حیثیت دی ہے۔ اسلام سے قبل دنیا کی مختلف تہذیبوں میں عورت کو کمتر اور دوسرے درجے کا انسان سمجھا جاتا تھا۔ یونانی فلسفہ، رومی قانون اور ہندو دھرم میں عورت کی معاشی و سماجی حیثیت نہایت محدود اور کمزور تھی۔ اسے جائیداد رکھنے، مالی فیصلے کرنے اور معاشی میدان میں شریک ہونے کا حق حاصل نہ تھا۔ اسلام نے اس غیر منصفانہ تصور کو ختم کرتے ہوئے عورت کی مالی خود مختاری کو قانونی، شرعی اور اخلاقی حیثیت عطا کی۔[1]

قرآنِ کریم کی تعلیمات کے مطابق عورت ایک مستقل قانونی شخصیت (Legal Personality) رکھتی ہے۔ اس کا مال، کمائی، وراثت اور مہر اس کی نجی ملکیت ہے، جس پر کسی دوسرے شخص، حتیٰ کہ شوہر، باپ یا بھائی کا کوئی حق نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ﴾[2]

"یعنی مرد کو اس کی کمائی کا حصہ اور عورت کو اس کی کمائی کا حصہ ملے گا"۔

یہ آیت عورت کی مالی خود مختاری کے اصل اصول کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اسلام نے عورت کو صرف ملکیت کا حق نہیں دیا بلکہ اس ملکیت کے تصرف (اپنی مرضی سے خرچ، عطیہ، تجارت، سرمایہ کاری یا صدقہ کرنے) کا حق بھی دیا۔[3] نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات، خصوصاً حضرت خدیجہؓ، اس بات کی واضح مثال ہیں کہ ایک عورت معاشی میدان میں باعزت اور بااختیار کردار ادا کر سکتی ہے۔ حضرت خدیجہؓ ایک کامیاب تاجرہ تھیں جن کے مالی وسائل سے نہ صرف خاندان کا نظام چلتا تھا بلکہ ابتدائی دورِ اسلام کے معاشی بوجھ کا ایک بڑا حصہ بھی انہی پر تھا۔[4]

اسلامی فقہ کی رو سے عورت کو کاروبار کرنے، اجرت لینے، خرید و فروخت کرنے، کرایہ و اجارہ کے معاہدات کرنے اور حتیٰ کہ سرمایہ کاری کے مختلف طریقوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت عقل و اہلیت کی حامل ہو تو وہ بلا

اجازتِ ولی ہر قسم کے مالی معاملات سر انجام دے سکتی ہے۔[5] اسلامی قانونِ وراثت میں بھی عورت کو واضح حصہ دے کر اسے معاشی خود مختاری کا حق دیا گیا اور مرد کو اس کی ذمہ داری دی گئی کہ وہ عورت کے حقوق کی ضمانت فراہم کرے، نہ کہ اس کے مال پر قبضہ کرے۔[6]

اس طرح دیکھا جائے تو اسلام میں خواتین کی معاشی خود مختاری محض اخلاقی تصور نہیں بلکہ ایک قانونی، عملی اور تاریخی حقیقت ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ دور میں اس تصور کو صحیح اسلامی تناظر میں سمجھ کر معاشرتی سطح پر نافذ کیا جائے تا کہ عورت اپنی حیثیت، کردار اور ذمہ داریوں کے ساتھ ایک بااختیار اور فعال فرد کے طور پر معاشرے کی تعمیر میں حصہ لے سکے۔

معاشی خود مختاری کے معنی و مفہوم:

معاشی خود مختاری سے مراد یہ ہے کہ کسی فرد کو اپنی مالی ضروریات پوری کرنے، آمدنی حاصل کرنے، اس پر ملکیت رکھنے اور اس میں تصرف کا مکمل اختیار ہو۔ اس تصور کا مطلب صرف کمائی یا روزگار حاصل کرنا نہیں بلکہ اس میں مالی فیصلوں کی آزادی، سرمایہ کاری، ملکیت کے تحفظ، خرچ و بچت اور کسی دوسرے کے دباؤ کے بغیر معاشی فیصلے کرنے کی صلاحیت شامل ہے۔ معاشی خود مختاری انسان میں خود اعتمادی (Self Confidence) اور وقار (Dignity) پیدا کرتی ہے اور اسے انحصار اور استحصال سے نجات دلاتی ہے۔[7]

انسان کو جائز ذرائع سے روزی کمانے کا حق حاصل ہے۔ یہ محض معاشی ضرورت نہیں بلکہ شرعی و اخلاقی حق ہے۔ اسلام محنت، ہنر اور حلال مشقت کو باعزت ذریعۂ معاش قرار دیتا ہے۔[8] معاشی خود مختاری کا دوسرا اہم مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص اپنی کمائی اور جائیداد کا مالک ہوتا ہے۔ نہ کوئی فرد، نہ خاندان اور نہ ہی رشتہ دار اس کی ملکیت میں زبردستی دخل اندازی کر سکتے ہیں۔ قرآن نے واضح اعلان کیا:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾[9]

"مرد کو اس کی کمائی کا حصہ اور عورت کو اس کی کمائی کا حصہ ہے"۔

معاشی خود مختاری یہ حق دیتی ہے کہ فرد اپنا مال کہاں خرچ کرے، کہاں بچائے، کس مد میں صدقہ کرے یا کہاں سرمایہ کاری کرے۔ یہ سب اس کی ذاتی اور آزادانہ مرضی کے مطابق ہو۔ جب انسان اپنی ضروریات خود پوری کرتا ہے تو وہ دوسروں پر انحصار اور محتاجی سے نکل کر وقار اور خود اعتمادی کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ یہی خود انحصاری سماج میں متوازن اور مضبوط کردار کی بنیاد رکھتی ہے۔[10]

اسلام نے عورت اور مرد دونوں کو مالی خود مختاری کا مساوی حق دیا ہے۔ عورت کی کمائی اس کی ذاتی ملکیت ہے اور شوہر یا خاندان کا اس میں کوئی شرعی حق نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت اپنے مال میں اپنے باپ اور شوہر سے زیادہ حق رکھتی ہے۔“[11] یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اسلام نے عورت کی مالی خود مختاری کو مکمل شرعی تحفظ دیا ہے۔ مختصراً، معاشی خود مختاری کا تصور محض آمدنی تک محدود نہیں بلکہ حقِ کمائی، حقِ ملکیت، مالی فیصلوں کی آزادی اور خود انحصاری پر مشتمل ایک جامع معاشی اور سماجی حق ہے، جو اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ ہے۔

خواتین کا پس منظر اور تاریخی تناظر

اسلام کی آمد سے قبل دنیا کی مختلف تہذیبوں اور معاشرتی نظاموں میں عورت کی حیثیت نہایت کمزور تھی۔ اسے نہ صرف سماجی طور پر بلکہ معاشی طور پر بھی کسی حق یا اختیار کا حامل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یونانی تہذیب میں عورت کو مرد کی ملکیت تصور کیا جاتا تھا، اور اسے تجارت یا جائیداد میں کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ ارسطو نے عورت کو ایک کمزور اور ناقص العقل وجود قرار دیا، اور اس کی زندگی کے تمام فیصلے مرد کے اختیار میں سمجھے جاتے تھے۔[12] رومی تہذیب میں بھی عورت قانونی معاملات میں شوہر یا باپ کی سرپرستی کے بغیر کسی مالی حق یا کاروباری سرگرمی میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔[13]

ہندوستانی تہذیب میں عورت کی معاشی حیثیت مزید کمزور تھی۔ وراثت میں عورت کا حصہ نہ ہونے کے برابر تھا اور شادی کے بعد اس کا تمام مال شوہر یا خاندان کی ملکیت تصور ہوتا تھا۔ قدیم چینی تمدن میں بھی عورت کو خاندان کے مرد سربراہ کی تابع اور اس کی معاشی اتھارٹی کی محتاج سمجھا جاتا تھا۔[14] ایسے ماحول میں اسلام نے عورت کو ایک مکمل انسانی اور معاشی حیثیت عطا کی۔ قرآن مجید نے اس کی شخصیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسے مال رکھنے، اس پر تصرف کرنے اور اس کی حفاظت کے حقوق دیے۔ عورت کو نہ صرف وراثت کا حصہ دیا گیا بلکہ مہر کی صورت میں اس کی ازدواجی زندگی کا معاشی اعتماد بھی محفوظ کیا گیا۔[15] اس کے ساتھ ساتھ، اسلام نے مرد کو عورت کے مال پر اختیار یا حقِ ملکیت کا کوئی درجہ نہیں دیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[لا يَحِلُّ مالُ امرئٍ مسلمٍ إلا بطيبِ نفسٍ منه][16]

”کسی مسلمان کا مال اس کی خوشی کے بغیر لینا حلال نہیں“۔

یہ اصول عورت کی مالی آزادی کا بنیادی ضابطہ ہے۔ اسلامی تاریخ میں خواتین کا معاشی کردار محض نظریاتی نہیں بلکہ عملاً ثابت شدہ ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا تجارتی سرمایہ نہ صرف مکہ کی معاشی سرگرمیوں کا اہم حصہ تھا بلکہ اسلام کے ابتدائی مالی وسائل میں بھی نمایاں تھا۔[17] ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فتویٰ اور تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ غریبوں، غلاموں اور بیواؤں کی مالی مدد اپنی

املاک اور ذاتی وسائل سے کرتی تھیں۔[18] مدینہ میں خواتین زراعت، دستکاری، تجارت، نسیج (بُنائی)، خوشبو سازی اور طب کے میدان میں کام کرتی تھیں۔[19] اس طرح اسلامی تاریخ اس تصور کی شہادت فراہم کرتی ہے کہ عورت محض گھر تک محدود شخصیت نہیں بلکہ وہ معاشرے اور اقتصادی نظام کا فعال، خود مختار اور بامقصد حصہ رہی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں عورت کی معاشی حیثیت

اسلامی شریعت نے معاشی زندگی کے معاملے میں عورت کو مکمل قانونی اور مالی خود مختاری عطا کی ہے۔ اس کا سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ عورت ایک مستقل مالی شخصیت رکھتی ہے، یعنی وہ مال کی مالک بن سکتی ہے، اسے کمائی کا اختیار ہے اور اس مال پر تصرف (خرچ، صدقہ، تجارت، ہبہ وغیرہ) کا پورا حق رکھتی ہے۔ اسلام نے نہ صرف یہ اصول نظری سطح پر بیان کیا بلکہ قانون سازی اور معاشرتی عمل کے ذریعے اسے مضبوط کیا۔

1۔ملکیت اور کمائی کا حق: قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ﴾[20] یہ آیت واضح طور پر بتاتی ہے کہ عورت اپنی کمائی کی خود مالک ہے اور اس کا حق کسی دوسرے کو منتقل نہیں ہوتا۔

2۔وراثت کا حق: اسلام نے عورت کو پہلی مرتبہ قانونی وراثت میں واضح اور مستقل حصہ عطا کیا۔ قرآن کریم میں حکم ہے: ﴿وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ﴾[21] یہ اعلان تاریخ میں پہلی بار عورت کی معاشی شخصیت کا رسمی اعتراف تھا۔

3۔مہر (Dowry) عورت کی ملکیت: نکاح کے وقت عورت کو مہر دیا جاتا ہے جو صرف اور صرف اس کی ذاتی ملکیت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: ﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾[22] "عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے ادا کرو"۔ یہ اصول اس بات کا اعلان ہے کہ شادی کوئی مالی بوجھ نہیں بلکہ عورت کی معاشی تحفظ کا ذریعہ ہے۔

4۔شوہر کو عورت کے مال پر اختیار نہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عورت اپنے مال میں سب سے زیادہ حق دار ہے"۔[23] شوہر یا خاندان کے کسی فرد کو عورت کے مال پر قبضہ یا اس میں مداخلت کی اجازت نہیں۔

5۔ تجارت اور کمائی کی اجازت: اسلام نے عورت کے لیے کاروبار اور کسبِ معاش کے دروازے بھی کھلے رکھے۔ حضرت خدیجہؓ نہ صرف ایک کامیاب تاجرہ تھیں بلکہ ان کے پاس سرمایہ اور تجارتی قافلے تھے جن سے لوگ کاروبار کرتے اور منافع میں شریک ہوتے تھے۔[24] اسی طرح، ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش اپنی ہاتھ کی محنت سے کماتیں اور صدقہ و خیرات کرتی تھیں۔[25]

اسلام عورت کو معاشی طور پر محفوظ، باعزت اور آزاد حیثیت دیتا ہے۔ وہ:

* جائیداد کی مالک ہو سکتی ہے۔
* کاروبار و تجارت کر سکتی ہے۔
* اپنی کمائی پر اس کا حق ہے۔
* مہر اس کی ذاتی ملکیت ہے۔
* وراثت میں حصہ ہے۔

اسلام نے عورت کو نہ صرف مالی خود مختاری عطا کی بلکہ اس کی حفاظت کو شرعی فریضہ قرار دیا۔

نبی اکرم ﷺ کے عہد میں خواتین کی معاشی سرگرمیاں

نبی کریم ﷺ کے دورِ مبارک میں خواتین صرف گھریلو امور تک محدود نہ تھیں، بلکہ وہ معاشی، سماجی اور تعلیمی میدانوں میں فعال کردار ادا کرتی تھیں۔ یہ تصور کہ عورت کی معاشی سرگرمی گھر سے باہر نکلنے کا متبادل ہے، اسلامی نقطۂ نظر کے خلاف ہے۔ اسلام نے عورت کو وقار، عزت اور حدود کے ساتھ معاشی شرکت کی اجازت دی۔ نبی کریم ﷺ کا عملی تعامل اور صحابیات کا طرزِ عمل اس حقیقت کی زندہ مثال ہے۔

1۔ حضرت خدیجہؓ کا تجارتی کردار

حضرت خدیجہؓ عرب کی ایک نمایاں تاجرہ تھیں۔ ان کے تجارتی قافلے شام، یمن اور دیگر علاقوں تک جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے مال سے تجارت کی اور شادی کے بعد بھی حضرت خدیجہؓ کی مالی خود مختاری برقرار رہی۔ اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام عورت کے کاروباری اختیار کو برقرار اور مستحکم کرتا ہے۔[26]

2۔ خواتین کا زراعت اور دستکاری میں حصہ

مدینہ کی خواتین باغبانی، کھجور کی کاشت، زراعت اور گھریلو صنعتوں جیسے کپڑا بُنائی، صندوق سازی، خوشبو سازی، کڑھائی، چمڑا تیار کرنا وغیرہ میں حصہ لیتی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ کپڑا بُن کر فروخت کرتی تھیں، جبکہ دیگر صحابیات دستکاری کے ذریعے آمدنی حاصل کرتی تھیں۔[27]

3۔ تجارت اور خرید و فروخت میں شرکت

صحابیات بازاروں میں خرید و فروخت کے لیے جاتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ اپنے شوہر حضرت زبیرؓ کے کاروبار میں عملاً معاونت کرتی تھیں اور کھجوریں اٹھا کر لاتی تھیں۔[28] یہ مثال بتاتی ہے کہ گھر اور معاش دونوں میں متوازن اشتراک اسلام کے اصول ہیں۔

4۔ خواتین کا طب اور دائی گیری میں کردار

نبی کریم ﷺ کے عہد میں خواتین علاج و معالجہ اور نرسنگ کے کاموں میں بھی مشغول تھیں۔ مشہور صحابیہ رفیدہ اسلمیہ نرسنگ اور زخمی مجاہدین کے علاج کے لیے ایک خیمہ قائم کرتی تھیں، جسے اسلامی دنیا کا پہلا فیلڈ میڈیکل سنٹر کہا جاتا ہے۔[29]

5۔ خواتین کی معاشرتی و فلاحی مالی سرگرمیاں

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ بنت جحش اپنی کمائی اور جاگیریں غریبوں اور یتیموں پر خرچ کرتی تھیں۔[30] حضرت زینبؓ کو "امّ المساکین" کہا جاتا تھا کیونکہ وہ اپنی کمائی کا بڑا حصہ صدقہ کر دیتی تھیں۔[31]

عہدِ نبوی ﷺ کی مثالیں واضح کرتی ہیں کہ:

* خواتین تاجرہ اور سرمایہ کار تھیں۔
* خواتین محنت و ہنر سے آمدنی حاصل کرتی تھیں
* طب و نرسنگ یعنی جنگ کے دوران زخمیوں کی دیکھ بھال اور علاج میں سرگرم
* فلاحی سرگرمیاں مالی تعاون اور صدقات میں نمایاں

اسلام نے معاشی خود مختاری کو عورت کی عزت اور ذمہ داری کے ساتھ ہم آہنگ رکھا۔

فقہی نقطۂ نظر: عورت کی مالی خود مختاری کی شرعی حیثیت

اسلامی فقہ کے تمام مکاتبِ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ عورت مالی طور پر مکمل خود مختار شخصیت رکھتی ہے۔ یعنی وہ جائیداد رکھ سکتی ہے، کمائی کر سکتی ہے، تجارت کر سکتی ہے، خرید و فروخت کر سکتی ہے، اور اپنے مال پر خود تصرف کا حق رکھتی ہے۔ شریعت میں عورت کی مالی حیثیت مرد سے جدا اور مستقل مانی گئی ہے، اور اس کے مال پر کسی دوسرے شخص کا قانونی اختیار نہیں۔

1۔مالی خود مختاری کا اصول

اسلامی فقہ کی رو سے بالغ اور عاقل عورت کو اہلیتِ تصرف (Legal Competence) حاصل ہوتی ہے۔ فقہاء کا استدلال قرآن کی آیت سے ہے:﴿وَ اٰتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾[32] اس آیت میں شوہر کو واضح طور پر منع کیا گیا کہ وہ بیوی کے دیے گئے مہر میں سے کچھ واپس نہ لے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنے مال کی مالک ہے اور شوہر کو اس میں مداخلت کا حق نہیں۔

2۔ائمہ اربعہ کے نزدیک عورت کے مالی اختیارات

چاروں بڑے فقہی مکاتب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) عورت کی مالی خود مختاری کو شرعی حق مانتے ہیں۔

* **حنفی فقہ:** امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت خرید و فروخت، اجارہ، ہبہ اور کاروبار کر سکتی ہے۔[33]
* **شافعی فقہ:** عورت کو اپنے مال میں تصرف کا پورا اختیار ہے۔ بشرطیکہ وہ عاقل اور بالغ ہو۔[34]
* **مالکی فقہ:** عورت کا مال اس کی ذاتی ملکیت ہے اس میں شوہر یا باپ کو کوئی اختیار نہیں۔[35]
* **حنبلی فقہ:** عورت اپنی کمائی کی مکمل مالک ہے اور وہ تجارت بھی کر سکتی ہے۔[36]

3۔مہر اور وراثت کا فقہی تصور

فقہاء کے نزدیک مہر عورت کی خالص ذاتی ملکیت ہے، چاہے وہ کم ہو یا زیادہ۔ اسی طرح، وراثت میں عورت کا حصہ شرعی حق ہے جو کوئی معطل نہیں کر سکتا۔[37]

4۔تصرف بالمال (مال میں آزادانہ فیصلے کا حق)

عورت اپنے مال کو:

* صدقہ کر سکتی ہے۔
* ہبہ کر سکتی ہے۔
* زکوٰۃ ادا کر سکتی ہے۔
* تجارت میں لگا سکتی ہے۔

اور اس کے لیے شوہر یا سرپرست کی اجازت شرط نہیں۔ یہ بات صحابہ و فقہا کے اجماعی فیصلوں سے ثابت ہے۔[38]

5۔ عرف اور معاشرتی رکاوٹوں کی شرعی حیثیت

فقہاء نے واضح کیا ہے کہ اگر کوئی معاشرہ عورت کے مالی حق کو غصب یا محدود کرتا ہے، تو یہ عرفِ فاسد ہے اور شریعت میں باطل ہے۔ عورت کے حقِ وراثت کو روکنا کبیرہ گناہ ہے۔[39]

فقہی نقطۂ نظر سے عورت:

* مالی طور پر خود مختار اور آزاد شخصیت کی حامل ہے۔
* اس کے مال پر اس کی اپنی ملکیت اور اختیار قائم ہے۔
* شوہر، باپ یا خاندان کا اس کے مال پر کوئی حق یا ملکیت نہیں۔
* شریعت نے عورت کے معاشی حقوق کو قانونی، اخلاقی اور مذہبی طور پر محفوظ کر دیا ہے۔

یہی اصول اسلام کی عدل و توازن پر مبنی معاشرتی ساخت کی بنیاد رکھتا ہے۔

عصرِ حاضر میں خواتین کی معاشی خود مختاری

عصرِ حاضر میں دنیا بھر میں سماجی، تعلیمی اور معاشی نظاموں میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ تعلیم کے فروغ، میڈیا کے پھیلاؤ، ٹیکنالوجی کی تیزی سے ترقی اور عالمی معاشی ڈھانچے کی تشکیلِ نو نے خواتین کے کردار کو نئی جہتیں عطا کی ہیں۔ مسلمان معاشروں میں بھی خواتین معاشی سرگرمیوں میں پہلے سے زیادہ شامل ہو رہی ہیں۔ تاہم، عملی سطح پر یہ خود مختاری بعض سماجی، ثقافتی اور ادارہ جاتی رکاوٹوں کا سامنا کرتی ہے۔ اس حصہ میں انہی حالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ تعلیم اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع

گزشتہ چند دہائیوں میں مسلم دنیا کی خواتین نے تعلیم کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم میں خصوصاً طب، تدریس، بزنس ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر سائنس اور فنی تعلیم میں خواتین کی تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔ تعلیم نے خواتین میں خود اعتمادی، فیصلہ سازی کی اہلیت اور معاشی آگاہی میں اضافہ کیا ہے۔[40]

2۔ روزگار اور معاشی شرکت

آج مسلم معاشروں میں خواتین مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے رہی ہیں، مثلاً تدریس و تحقیق، طب و نرسنگ، سرکاری و نجی دفاتر، بینکاری و مالیاتی ادارے، آن لائن کاروبار و فری لانسنگ اور دستکاری، فیشن، فوڈ و ہوم انڈسٹریز۔ خاص طور پر گھروں سے آن لائن کاروبار اور ہوم بیسڈ انٹرپرائز خواتین کے لیے ایک باوقار اور محفوظ ذریعہ معاش بن چکے ہیں۔[41]

4۔ مواقع کی وسعت

اسلامی اصولوں کے مطابق خواتین کی معاشی خودمختاری صرف کمائی تک محدود نہیں بلکہ اس میں یہ حقوق بھی شامل ہیں:

* **مالی فیصلے:** اپنی آمدنی کس جگہ خرچ ہوگی، یہ عورت خود طے کرتی ہے۔
* **سرمایہ کاری:** عورت کاروبار یا جائیداد میں سرمایہ لگا سکتی ہے۔
* **صدقہ و خیرات:** عورت اپنی کمائی سے عبادات انجام دے سکتی ہے۔
* **اولاد کی کفالت میں حصہ:** عورت والدین و رشتہ داروں کی مدد کر سکتی ہے۔

یہ تمام حقوق شریعت کے اصولی اور فقہی دلائل سے ثابت ہیں۔

عصر حاضر میں خواتین کی معاشی خود مختاری

جدید دور میں معاشی، سماجی اور تکنیکی تبدیلیوں نے خواتین کے کردار کو نئے زاویے عطا کیے ہیں۔ تعلیم، میڈیا، عالمی اقتصادی نظام، اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے نہ صرف خواتین کی سماجی حیثیت میں اضافہ کیا ہے بلکہ انہیں معاشی میدان میں بھی مؤثر شمولیت کے مواقع فراہم کیے ہیں۔ اسلام خواتین کی معاشی سرگرمیوں کو باوقار، محفوظ، بامقصد اور اخلاقی اصولوں کے ساتھ اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس اجازت کا مقصد عورت کے مقام، عزت اور خاندانی توازن کو محفوظ رکھتے ہوئے معاشرے میں اس کے کردار کو فعال بنانا ہے۔[42]

• **تعلیم اور پیشہ ورانہ ترقی:** گزشتہ نصف صدی میں مسلم معاشروں میں خواتین کی تعلیم کے حصول میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ اعلیٰ تعلیم میں خصوصاً طب، تدریس، بینکاری، انجینئرنگ اور بزنس ایڈمنسٹریشن جیسے شعبوں میں خواتین کی تعداد بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ تعلیم خواتین کے لیے معاشی خودمختاری کی بنیادی بنیاد ہے، جو نہ صرف ان کی معاشی صلاحیت کو بڑھاتی ہے بلکہ خوداعتمادی اور فیصلہ سازی کی قوت بھی عطا کرتی ہے۔[43]

• **ڈیجیٹل اکانومی اور گھر بنیاد کاروبار:** ٹیکنالوجی نے خواتین کو گھر بیٹھے کمائی کے بے شمار مواقع فراہم کیے ہیں، جیسے آن لائن فری لانسنگ، آن لائن تدریس، ٹیلرنگ، فوڈ، فیشن اور ہنر پر مبنی چھوٹے کاروبار، ای۔کامرس اور سوشل میڈیا مارکیٹنگ وغیرہ۔ یہ

مواقع نہ صرف خواتین کو محفوظ ماحول میں کام کی سہولت دیتے ہیں بلکہ معاشی عزت اور خود کفالت کے حصول میں بھی مددگار ہیں۔[44]

- **ورک پلیس میں شمولیت:** بہت سی خواتین سرکاری و نجی اداروں، بینکوں، اسپتالوں، کالجوں، کارپوریشنز اور فلاحی اداروں میں باقاعدہ ملازمت کر رہی ہیں۔ اسلام کے نزدیک پردے، حدود اور اخلاقی ماحول کے ساتھ یہ معاشی شمولیت جائز ہے۔[45]

اسلام کا معتدل اور قابلِ عمل حل

اسلام کی نظر میں عورت کی معاشی خود مختاری کے اصول یہ ہیں:

* عورت کمائی کی مکمل مالک ہے۔
* اس کی کمائی پر کسی کا حق یا قبضہ نہیں۔
* نفقہ (گھر کا خرچ) شوہر کی ذمہ داری ہے۔
* معاشی کردار پردے اور وقار کے ساتھ ہو۔
* خاندان اور معاشرتی توازن برقرار رہے۔

یہ اصول نہ مغربی آزادانہ ماڈل ہیں اور نہ انتہا پسندانہ پابندیوں پر مبنی بلکہ اعتدال اور حکمت پر قائم ہیں۔ عصرِ حاضر میں خواتین کے لیے معاشی خود مختاری کے دروازے پہلے سے زیادہ کھلے ہیں۔ لیکن اس خود مختاری کو اسلامی اخلاق، گھریلو توازن، عفت، اور وقار کے ساتھ جوڑ کر ہی مثبت معاشرتی نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ اسلام نے عورت کو محفوظ، باوقار، اور متوازن طریقے سے معاشی ترقی کا مکمل حق دیا ہے—اب ضرورت معاشرتی رویّوں کی اصلاح کی ہے، نہ کہ حقوق کی نئی تشریح کی۔

خواتین کی معاشی خود مختاری کے معاصر چیلنجز اور رکاوٹیں

اگرچہ عصرِ حاضر میں خواتین کے لیے معاشی سرگرمیوں کے مواقع میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، تاہم عملی میدان میں انہیں متعدد سماجی، معاشی اور ثقافتی رکاوٹوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ یہ رکاوٹیں اکثر مذہبی تعلیمات کی غلط تعبیر، خاندانی روایتوں اور غیر مساوی معاشی ڈھانچوں سے جنم لیتی ہیں، نہ کہ اسلام کے اصل اصولوں سے۔[46]

1۔ خاندانی اور معاشرتی دباؤ

بہت سے معاشروں میں خواتین کی کمائی کو خاندان کا غیر ضروری اضافہ سمجھا جاتا ہے، اور عورت کو معاشی کردار ادا کرنے کے بجائے صرف گھریلو ذمہ داریوں تک محدود رکھا جاتا ہے۔ بعض اوقات عورت کی کمائی پر شوہر یا رشتہ دار مالکانہ حق جتاتے ہیں، حالانکہ اسلام کے مطابق عورت اپنی کمائی کی مکمل آزاد مالک ہے۔[47]

2۔وراثت کے شرعی حق سے محرومی

اسلام نے عورت کو واضح اور مقررہ وراثتی حصہ عطا کیا ہے، لیکن کئی مسلم معاشروں میں خواتین کو:

* وراثت سے محروم کیا جاتا ہے۔
* حصہ لینے کو خاندانی ناراضگی سمجھا جاتا ہے۔
* وراثتی حقوق کا سماجی دباؤ کے تحت سودا کر لیا جاتا ہے۔

یہ عمل شرعی حکم کی خلاف ورزی اور معاشی خود مختاری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔[48]

3۔ملازمت کا غیر محفوظ ماحول:

بہت سی خواتین پیشہ ورانہ سطح پر ہراسانی، بد اعتمادی اور اخلاقی دباؤ کا سامنا کرتی ہیں۔ غیر محفوظ ماحول خواتین کی ذہنی صحت متاثر کرتا ہے۔ ان کی پیشہ ورانہ ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اور کئی خواتین کو ملازمت چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ محفوظ ورک پلیس اسلام میں ایک شرعی اور اخلاقی ضرورت ہے۔[49]

4۔سماجی روایات اور غلط مذہبی تعبیر

کئی معاشروں میں پردے، ذمہ داریوں اور معاشی کردار کے بارے میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں، جن کی وجہ سے:

* عورت کی معاشی شمولیت کو بد اخلاقی یا بے پردگی سے جوڑ دیا جاتا ہے۔
* مردوں کے غلبے پر مبنی رویے خواتین کی خود اعتمادی کو متاثر کرتے ہیں۔

جبکہ اسلام عورت کے لیے وقار اور عفت کے ساتھ معاشی سرگرمی کی اجازت دیتا ہے۔[50]

5۔اقتصادی اور ڈیجیٹل مہارتوں کی کمی

بہت سی خواتین کے پاس مالی منصوبہ بندی کی تربیت، ڈیجیٹل سکلز، سوشل میڈیا مارکیٹنگ، کاروباری مینجمنٹ کا علم محدود ہوتا ہے، جس کے سبب وہ مارکیٹ مقابلے میں پائیدار کاروبار قائم نہیں کر پاتیں۔[51] یہ تمام رکاوٹیں اسلامی تعلیمات کی وجہ سے

نہیں بلکہ معاشرتی رویّوں اور ادارہ جاتی کمزوریوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اگر خواتین کی تعلیم پر سرمایہ کاری کی جائے، وراثتی حقوق کی قانوناً حفاظت ہو، محفوظ اور باوقار ورک پلیس ماحول فراہم کیا جائے اور ڈیجیٹل و معاشی صلاحیتوں کے تربیتی پروگرام مضبوط کیے جائیں تو خواتین کی معاشی خودمختاری کا سفر زیادہ مستحکم اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔

حاصل بحث

خواتین کی معاشی خودمختاری اسلام کی نظر میں ایک محفوظ، باوقار اور متوازن تصور ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی اصولوں کی اصل روح کو معاشرتی رویّوں اور اقتصادی نظام میں رائج کیا جائے، تاکہ عورت اپنی شخصیت، عزت اور ذمہ داریوں کو برقرار رکھتے ہوئے معاشی میدان میں فعال کردار ادا کر سکے۔

نتائجِ تحقیق

زیرِ بحث تحقیق کے نتیجے میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

* اسلام عورت کی معاشی خودمختاری کو بطورِ حق تسلیم کرتا ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق عورت اپنی کمائی، محنت اور جائیداد کی مکمل مالک ہے اور کسی مرد کو اس پر جبری تصرف کا حق نہیں۔
* معاشی خودمختاری کی بنیاد تعلیم اور شعور ہے۔ تعلیم اور پیشہ ورانہ تربیت کے بغیر خواتین معاشی ترقی کے میدان میں مضبوط کردار ادا نہیں کر سکتیں۔
* ڈیجیٹل معیشت نے خواتین کے لیے نئے مواقع پیدا کیے ہیں۔ گھر بیٹھے معاشی سرگرمیاں ممکن ہونے سے خواتین کو محفوظ اور باوقار معاشی شمولیت کی راہیں کھلیں۔
* اصل رکاوٹیں مذہبی نہیں بلکہ سماجی و معاشی ہیں۔ خواتین کو وراثت سے محروم کرنا، معاشرتی دباؤ، ہراسانی اور عدمِ تحفظ جیسی رکاوٹیں ثقافتی اور سماجی رویّوں سے پیدا ہوتی ہیں، نہ کہ اسلامی تعلیمات سے۔
* معاشی خودمختاری کا فائدہ صرف عورت کو نہیں بلکہ پورے خاندان اور معاشرے کو ہوتا ہے۔ معاشی طور پر بااختیار عورت گھریلو استحکام، بچوں کی تعلیم اور معاشرتی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔

سفارشات

* خواتین کی تعلیم کو پالیسی سطح پر ترجیح دی جائے۔ حکومت اور تعلیمی ادارے اعلیٰ اور فنی تعلیم کے مواقع بڑھائیں، خصوصاً دیہی علاقوں میں۔
* وراثتی حقوق کے نفاذ کے لیے مؤثر قانونی اقدامات کیے جائیں۔ عورت کو اس کا شرعی حصہ دلوانے کے لیے آگاہی اور قانونی معاونت فراہم کی جائے۔
* محفوظ اور اخلاقی ورک پلیس ماحول کا قیام ضروری ہے۔ نیز اداروں میں اینٹی ہراسمنٹ کمیٹیاں، نگرانی اور جوابدہی نظام فعال کیے جائیں۔
* خواتین کے لیے ڈیجیٹل اور کاروباری تربیتی مراکز قائم کیے جائیں۔ یعنی آن لائن مارکیٹنگ، فری لانسنگ، ای۔کامرس اور مالیاتی مینجمنٹ کی عملی تربیت دی جائے۔
* 5. گھر بُنیاد کاروبار کی سرکاری سطح پر سرپرستی کی جائے۔ چھوٹے کاروبار کے لیے آسان قرضہ جات، آن لائن مارکیٹ تک رسائی، سرکاری رجسٹریشن سہولت فراہم کی جائے۔
* مذہبی خطباء، معلمین اور سماجی رہنماؤں کو درست اسلامی تصورِ نسواں کو اجاگر کرنا چاہیے تاکہ مذہب کے نام پر بنائی گئی غلط سماجی رکاوٹیں ختم کی جاسکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Sayyid, *Pardah aur Aurat kā Maqām* (Lahore: Tarjumān al-Qurʾān Publications, 1999), 45.
[2] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:32.
[3] Ḥumaydullāh, Muḥammad, *Islām kā Maʿāshī Nizām* (Lahore: Idārah-i Thaqāfat-i Islāmiyya, 2003), 112.
[4] Shiblī Nuʿmānī, ʿAllāmah, *Sīrat al-Nabī* ﷺ (Lucknow: Nadwat al-ʿUlamāʾ, 1965), vol. 1, 49.
[5] Abū Yūsuf, Imām, *Kitāb al-Kharāj* (Beirut: Dār al-Fikr, 1979), 88.
[6] Abū Yūsuf, *Imām, Kitāb al-Kharāj*, 91.
[7] Khurshīd Aḥmad, *Islām kā Maʿāshī Nizām* (Lahore: Islamic Publications, 2008), 45.
[8] Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Sayyid, *Maʿāshiyāt-i Islām* (Lahore: Tarjumān al-Qurʾān Publications, 2010), 72.
[9] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:32.

[10] Ṣiddīqī, Najātullāh, *Islāmī Maʿāshiyāt ke Uṣūl* (Islamabad: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 2015), 119.
[11] Aḥmad ibn Ḥanbal, Imām, *Al-Musnad,* Ḥadīth 25884.
[12] Will Durant, *Tārīkh-i Tahẓīb, trans. Majīd Faizī* (Lahore: 2008), vol. 2, 215.
[13] George Rodney, *Roman Society and Law* (Cambridge: Cambridge University Press, 1953), 87.
[14] Cháng Lǐ Fēn, *Chinese Family Ethics* (Shanghai: Shanghai University Press, 1972), 102.
[15] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:7.
[16] Daraqutnī, ʿAlī ibn ʿUmar, *Sunan Daraqutnī, Kitāb al-Buyūʿ*, ḥadīth 275.
[17] Shiblī Nuʿmānī, ʿAllāmah, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, vol. 1, 49.
[18] Ibn Saʿd, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1990), vol. 8, 64.
[19] Imām Mālik, Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭāʾ, Bāb al-Muzāraʿa*, ḥadīth 1208.
[20] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:32.
[21] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:7.
[22] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:4.
[23] Ḥanbal, Abū ʿAbdallāh Aḥmad ibn Muḥammad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal*, ḥadīth 24832.
[24] Ibn Saʿd, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, vol. 8, 111.
[25] Shiblī Nuʿmānī, ʿAllāmah, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, vol. 1, 47.
[26] Shiblī Nuʿmānī, ʿAllāmah, *Sīrat al-Nabī* ﷺ, vol. 1, 47.
[27] Imām Mālik, Mālik ibn Anas, *Al-Muwaṭṭāʾ, Kitāb al-Buyūʿ*, ḥadīth 734.
[28] Bukhārī, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Nafaqāt,* ḥadīth 5364.
[29] Ibn Ḥajar, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad al-ʿAsqalānī, *Al-Iṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah*, vol. 8, 152.
[30] Ibn Saʿd, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, vol. 8, 64.
[31] Ibn Saʿd, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Saʿd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, vol. 8, 111.
[32] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:20.
[33] Imām al-Sarakhshī, Abū Bakr Muḥammad ibn Abī Sahl, *Al-Mabsūṭ* (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1989), vol. 11,78.
[34] Imām Nawawī, Abū Zakariyā Yaḥyā ibn Sharaf, *Al-Rawḍah* (Cairo: Maktabah Dār al-Ḥadīth, 1995), vol. 5, 112.
[35] Imām Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad ibn Abū Bakr, *Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān* (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyya, 1964), vol. 5, 169.
[36] Ibn Qudāmah, Abū Muḥammad ʿAbdullāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mughni* (Beirut: Dār al-Fikr, 1983), vol. 4, 348.
[37] Ibn Qudāmah, Abū Muḥammad ʿAbdullāh ibn Aḥmad ibn Muḥammad, *Al-Mughni*, vol. 6, 71.

[38] Ibn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad ibn Aḥmad, *Bidāyat al-Mujtahid* (Riyadh: Dār al-Salām, 2003), vol. 2, 231.
[39] Bukhārī, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Farāʾiḍ*, ḥadīth 6766.
[40] Khālid Masʿūd, *Islām aur Jadīdiyat kā Mukālama* (Islamabad: Idārah Maʿārif Islāmiyya, 2011), 212.
[41] Manṣūrī, Muḥammad Ṭāhir, *Islāmī Maʿāshiyāt aur Muʿāṣir Dunyā* (Islamabad: Dār al-Fikr, 2018), 145.
[42] Manṣūrī, Muḥammad Ṭāhir, *Islāmī Maʿāshiyāt aur Muʿāṣir Dunyā*, 141.
[43] Khurshīd Aḥmad, *Islām kā Maʿāshī Nizām* (Lahore: Islamic Publications, 2008), 45.
[44] Ṣiddīqī, Najātullāh, *Islām aur Iqtiṣādī Zindagī* (Islamabad: Idārah-yi Taḥqīqāt-i Islāmī, 2015), 98.
[45] Al-Qurʾān, *Al-Aḥzāb,* 33:59.
[46] Manṣūrī, Muḥammad Ṭāhir, *Islāmī Maʿāshiyāt aur Muʿāṣir Dunyā*, 143.
[47] Bukhārī, Abū ʿAbdallāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Buyūʿ,* ḥadīth 2073.
[48] Al-Qurʾān, *An-Nisāʾ*, 4:7.
[49] Pakistan Human Rights Commission, *Women Safe Work Research Report*, 2020, 19.
[50] Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Sayyid, *Pardah* (Lahore: Tarjumān al-Qurʾān Publications, 2017), 65.
[51] Government of Pakistan, Ministry of IT, *Digital Skills Development Report*, 2022, 37.